سلسلہ تعلیماتِ قرآن نمبر ۳

نبیؐ کا اسوۂ حسنہ تجھے یہ درس دیتا ہے
کہ تیری زندگی قرآن کی تفسیر ہو جائے (اسد ملتانی)

احکامِ قرآنی

184

مُرتبہ
ایم عبدالرحمٰن خاں
چہلیک۔ ملتان شہر

ناشر
ایم ثناءُ اللہ خاں سلیشر و بک سیلر ریلوے روڈ ۲۶ لاہور

بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ (الحجرات ۲/۲) دوسرے سے مذاق کر بولتے ہو۔

لاف زنی نہ کرے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ (صف ۲/۴)

اے ایمان والو ایسی بات منہ سے کیوں کہتے ہو۔ جو نہیں کرتے (جس پر خود عمل نہیں کرتے) اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بڑی بیزاری کی بات ہے کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو۔

بے تحقیق بات نہ کرے

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ (بنی اسرائیل ۱۵/۴)

جس بات کی تجھے خبر نہیں (اسکے پیچھے نہ پڑ۔

(بقیہ حاشیہ صـ۳۳۱) قبر شریف کے پاس حاضر ہوں تو وہاں بھی ان آداب کو ملحوظ رکھے نیز آپ کے خلفاء علماء ربانین اور اولوالامر مسلمانوں کے ساتھ بھی درجہ بدرجہ اسی ادب سے پیش آنا چاہیئے۔ تاکہ جماعتی نظام قائم رہ سکے۔ فرق مراتب نہ کرنے سے مفاسد اور فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے۔

لہ بندہ کو لاف زنی اور دعویٰ کی بات سے ڈرنا چاہیئے کہ پیچھے مشکل پڑتی ہے زبان سے ایک بات کہہ دینا آسان ہے لیکن اس کا نباہنا آسان نہیں اللہ تعالیٰ اس شخص سخت ناراض و بیزار ہوتا ہے جو زبان سے بہت کچھ کہے اور کرے کچھ نہیں (موضح الفرقان)

جانے کی اجازت ملے تو بہتر

وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا (مجادلہ ۲/۱۱) جب یہ کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو۔

ورنہ اجازت لے کر جائے

وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ط (نور ۹/۶۲) ایمان والے، جب انکے پاس کسی ایسے کام کے لئے جمع ہوتے ہیں جس کے لئے مجمع کیا گیا۔ تو جب تک آپ سے اجازت نہ لیں نہیں جاتے۔

اجازت دینا بلانے والے کے اختیار میں ہے

فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ (نور ۹/۶۲) پھر جب آپ سے اپنے کسی کام کے واسطے اجازت مانگیں تو جس کو ان میں سے چاہیں اجازت دیں۔

لہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ آداب ہیں مجلس کے کوئی آئے اور جگہ نہ پائے۔ تو چاہیئے سب تھوڑا تھوڑا ہٹیں تا مکان حلقہ کا کشادہ ہو جائے یا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوں اور) پرے ہٹ کر حلقہ کر لیں ورنہ بالکل چلے جانے کو کہا جائے تو چلے جائیں، اتنی حرکت میں غرور (یا بخل) نہ کریں۔ خوئے بنک پر اللہ مہربان ہے اور خوئے بد سے بیزار۔

بوقت دعوت کونسی احتیاط ضروری ہے

بن بلائے نہ جائے

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ

(احزاب ع ۶)

اے ایمان والو نبی کے گھروں میں مت جایا کرو مگر جس وقت کہ تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو لیکن جب تم کو بلایا جائے تب جایا کرو۔

کھانا کھا کر چلا جائے

فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ ط

(احزاب ع ۶)

پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کھڑے جایا کرو اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھا رہا کرو۔

Marfat.com

کھانا کھانے میں کہاں مضائقہ نہیں؟

اپنے گھر سے

وَلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ (نور ۶۱)

تمہارے لئے اس میں کچھ مضائقہ نہیں کہ اپنے گھروں سے کھانا کھالو۔

باپ کے گھر سے

اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ (نور ۶۱)

یا اپنے باپ[1] کے گھر سے

ماں کے گھر سے

اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ (نور ۶۱)

یا اپنی ماؤں کے گھر سے

بھائی کے گھر سے

اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ (نور ۶۱)

یا اپنے بھائیوں کے گھر سے

بہن کے گھر سے

اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ (نور ۶۱)

یا اپنی بہنوں کے گھر سے

چچا کے گھر سے

اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ (نور ۶۱)

یا اپنے چچا کے گھر سے

---

[1] یعنی اپنایت کے علاقوں میں کھانے کی چیز کو ہر وقت پوچھنا ضرور نہیں نہ کھانے والا حجاب کرے (توضیح الفرقان)

Marfat.com

پھوپھی کے گھر سے

اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ (نور ۶۱) یا اپنی پھوپھیوں کے گھر سے

ماموں کے گھر سے

اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ (نور ۶۱) یا اپنے ماموں کے گھروں سے

خالہ کے گھر سے

اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ (نور ۶۱) یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے

حسب دستور مالِ تصرف سے

اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗ[1] یا ان گھروں سے جن کی کنجیاں
(نور ۶۱) تمہارے اختیار (یا تصرف) میں ہیں

دوستوں سے

اَوْ صَدِيْقِكُمْ[2] (نور ۶۱) یا اپنے دوستوں کے گھروں سے

---

[1] مثلاً کسی نے اپنی چیز کا محافظ یا وکیل بنایا اور بقدر معروف اس میں سے کھانے پینے کی اجازت دے دی (موضح)

[2] بشرطیکہ دلالۃً وعادۃً معلوم ہو کہ دوست ناراض نہ ہوگا اور نہ کسی شخص کی چیز بغیر رضا کے کھانی ہرگز درست نہیں ہے۔

Marfat.com

ناپ تول کیسا ہو؟

ناپ تول منصفانہ ہو

اَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ اور ناپ تول انصاف کے ساتھ
(انعام ۱۵۲) پوری پوری کیا کرو۔

کسی کو چیز کم نہ دی جائے

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر
(اعراف ۸۵) نہ دو۔

ترازو اور باٹ درست ہوں

لَا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝ یہ کہ ترازو میں زیادتی نہ کرو (اس
(رحمٰن ۸) کے بڑے اور ٹھوس ہونے میں کمی بیشی
نہ ہو)

حضرت شعیب علیہ السلام کی اُمت محض ناپ تول میں بے ایمانی کرنے کے باعث
واحد میں ہلاک کر دی گئی اور بقول ابن کثیرؒ اس قوم پر تین قسم کے عذاب
ل ہوئے۔

(۱) کڑک (فرشتہ کی چیخ)

(۲) زلزلہ

(۳) بادلوں کی شکل میں عذاب کا محیط ہو جانا۔

Marfat.com

ترازو کو جھوک نہ مارے

وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ (بنی اسرائیل ۳۵) سیدھی ترازو سے تولو (دونوں پلڑے برابر ہوں)

ماپ درست ہو

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ (بنی اسرائیل ۳۵) اور جب ماپ کر دینے لگو تو پورا ماپ (پیمانہ) بھر دو۔

ماپ تول میں کمی نہ کی جائے

وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ (ھود ۸۴) ماپ اور تول کو نہ گھٹاؤ۔

لہ یعنی جھونک نہ مارو۔ ماپ تول میں کمی کرنے سے معاملات کا نظام مختل ہو جاتا ہے

Marfat.com

لین دین کن اصولوں پر ہو؟

معاملہ ضبط تحریر میں ضرور لایا جائے

وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ (بقرہ ۳۹)

معاملہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کے لکھنے میں کاہلی نہ کرو۔ اس کی میعاد تک

نقد سودا کے لئے تحریر ضروری نہیں

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا (بقرہ ۳۹)

مگر یہ کہ جو دست بدست ہو جس کو باہم لیتے دیتے ہو تو اسکے نہ لکھنے پر تم کو کچھ گناہ نہیں۔

مگر گواہ کے سامنے سودا ہونا بہتر ہے

وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ (بقرہ ۳۹)

اور جب تم سودا کرو تو گواہ کر لیا کرو۔

جو سودا بھی طے ہو اور اس کے متعلق جو دستاویز لکھی جائے اس میں میعاد وغیرہ کی تفصیل ضرور درج ہو۔

دست بدست سودا کیلئے تحریر کی تو کوئی ضرورت نہیں مگر گواہ کا ہونا ضروری ہے تاکہ اگر کوئی نزاع پیدا ہو تو وہ کام آسکے اور بہتر یہ ہے کہ نقد سودا کی رسید لے لے۔

Marfat.com

ادھار کی نسبت تحریر ضروری ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ (بقرہ ۳۶/۱۲)

اے ایمان والو جب تم آپس میں کسی وقت مقرر کیلئے ادھار کا معاملہ طے کرو۔ تو اس کو لکھ لیا کرو (تاکہ بعد میں نزاع نہ پیدا ہو)

ضرورتاً مال گروی رکھ سکتا ہے

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ (البقرہ ۳۹/۳)

اور اگر تم سفر میں ہو (اور تم کو ضرورت پڑ گئی ہے) اور کوئی دینے والا بھی مل گیا ہے تو، اگر کوئی لکھنے والا نہ پاؤ تو (بغرض ضمانت یا اعتبار) جو چیزیں قبضہ میں ہوں گروی رکھی جائیں۔

بصورت اعتبار گرو کی ضرورت نہیں

فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ (بقرہ ۳۹/۴)

اور اگر ایک (صاحب دین) دوسرے (مدیون) کا اعتبار کرے (اور بلا تحریر) قرض دیدے، تو جس پر اعتبار کیا گیا ہے تو اس کو چاہیئے کہ وہ (دوسرے) کا حق ادا کرے۔

سود لینا کیسا ہے؟

سود حرام ہے

حَرَّمَ الرِّبٰوا ؛ (بقرہ ۳۸) ؛ سود کا لینا دینا حرام کیا ہے۔

اللہ مولا پاک نے قیامت تک کیلئے تمام بنی نوع انسان کیلئے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے اور قریبًا ہر جگہ سود کے تذکرہ کے ساتھ ہی وعید فرمائی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سود خواری اللہ تعالےٰ کے نزدیک ایسا جرم ہے جس کی سزا دیگر جرائم کے مقابلہ میں خطرہ غیر معمولی ہے اور یہ گناہ کبیرہ ہے اس کا منکر نص قرآنی کا منکر اور قطعًا کافر ہے۔ یہ آیت کریمہ قرآن پاک میں بڑی خوفناک ہے کیونکہ جس آگ کو اللہ تعالیٰ نے کافروں کیلئے تیار کیا ہے اسکی وعید مومنوں کو سنائی ہے۔ تعوذًا سود خواری کی قطعًا اجازت نہیں دیتا۔ البتہ بعض کا فتویٰ ہندوستان کے دارالحرب ہونے کی وجہ سے کراہت سے جائز بتلاتا ہے۔ ہندوستان کے دارالحرب ہونے میں اختلاف ہے اور دونوں طرف دلائل موجود ہیں۔ دارالحرب ہونے کی صورت میں امام ابو یوسف اور امام شافعی کے نزدیک سود لینا دینا کی ہرگز اجازت نہیں اور من حیث الدلیل یہی قول راجح ہے امام اعظم کے نزدیک دارالحرب میں اجازت ہے مگر اس کیلئے چند شرائط ہیں جو ہندوستان میں متحقق نہیں ہیں۔ تفصیل کے لئے حضرت تھانوی کا رسالہ رافع الشک عن مسائل الربٰوا ملاحظہ ہو۔ بہرحال ہندوستان کو دارالحرب سمجھ کر سود کھانے والوں کی مثال ان کی سی ہے جو کہ ہوا کے دن چھلی کا شکار کرنے سے منع کیا گیا تو انہوں نے احکام الٰہی کو حیلہ سے نکالنا چاہا کہ دریا کے کنارے بڑے بڑے تالاب بنوالئے ان دنوں مچھلی ان تالابوں میں آجاتی اور منہ سے دن دریا سے شکار کھیلنے کی بجائے وہ اس تالاب سے مچھلی پکڑ کر اپنا مطلب پورا کر لیتے۔ ان کے اس فعل کی بدولت انکے ساتھ بندر کیا ہوا وہ کون سے صفحہ میں ہے۔

Marfat.com

سود نہیں لینا چاہیئے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (بقرہ ۳۸)	اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سود باقی رہ گیا ہے (وہ لینا چھوڑ دو) اگر تم کو اللہ کے فرمانے کا یقین ہے۔

(بقیہ حاشیہ ۳۴۱) بلکہ آج بھی ہر جگہ ذلت و مسکنت ان کے استقبال کیلئے بیتاب ہے
لہ اس آیۃ کے نزول کے وقت مکہ معظمہ دار الحرب تھا مگر اس کو اس حکم سے مستثنیٰ نہیں
کیا گیا۔ جو لوگ بینکوں میں روپیہ رکھتے ہیں مگر اس پر سود نہیں لیتے وہ سود خواری
بھی زیادہ بڑا کرتے ہیں کیونکہ اول لا بینک کے قانون کے مطابق اس رقم پر سود جمع ہ
ہے اور جو اسے نہ لے وہ جمع ہوتا رہتا ہے۔ ایسا لاکھوں روپیہ سالانہ جمع کر کے
مشنریوں کو تبلیغ کے لئے دیا جاتا ہے۔ جو مسلمانوں کو عیسائی بنانے پر صرف کر
ہیں ثانیاً ان کے روپیہ کو الگ نہیں رکھا جاتا۔ بلکہ سودی کاروبار میں لگایا جاتا
اس لئے وہ روپیہ سودی کاروبار میں امداد و اعانت کرتا ہے۔ اور معین علی المعصیت
بھی ویسا ہی گناہگار ہے جیسا اصل گناہ کرنے والا۔ باقی رہا یہ سوال کہ لاکھوں روپیہ
کی گھر میں حفاظت کیسے ہو۔ تو اس کا علاج سہل ہے کہ اس میں مال حرام ایک
پائی شامل نہ کی جائے اور اس سے زکوٰۃ پوری پوری ہر سال نکالی جایا کرے
اسے گھر میں ہی محفوظ کر کے رکھ دے۔ اس کا اللہ تعالیٰ خود محافظ ہوگا۔ جس
بڑھ کر کوئی محافظ نہیں ہو سکتا۔ یہ محض تخیل نہیں بلکہ حقیقت ہے مگر تجربہ شرط ہے
احکام الٰہی پر یقین ہو۔

Marfat.com

خواہ دوگنا بھی ملے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ص (آل عمران ۱۳۰)

اے ایمان والو سود مت کھاؤ۔ (خواہ وہ) دونے پر دونا بھی ہو)

سود خوار کو قہر الٰہی کا انتظار کرنا چاہیئے

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ج (بقرہ ۳۹)

پھر اگر سود لینا نہیں چھوڑتے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ

سود سے بچنے میں ابدی نجات ہے

فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ط وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ط (بقرہ ۳۹)

پھر جس شخص کو اپنے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ (سود کھانے سے) باز آگیا۔ تو جو کچھ پہلے ہو چکا وہ اسی کا رہا اور معاملہ اس کا خدا کے حوالے رہا۔

۱؎ گناہوں میں سے صرف دو گناہ ایسے ہیں جن کو اللہ جل جلالہ نے اپنے سے جنگ کرنے کے مترادف فرمایا ہے اول سود کھانا ثانیاً والدین سے بدسلوکی (بخاری۔ فتح الباری۔ دو منشور۔ حاکم۔ ترک وغیرہ) اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے، اس سلسلہ میں صاحب مذاہر حق لکھتے ہیں کہ اللہ سے بندہ کی لڑائی خاتمہ بد پر دلالت کرتی ہے۔

Marfat.com

سود کی رغبت داخلہ دوزخ کا پروانہ ہے

وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (بقرہ ۳۸/۳)	اور جو کوئی پھر سود لیوے تو وہ لوگ دوزخی[1] ہیں۔ وہ اس دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے

---

[1] اللہ جل شانہٗ کا فرمان قطعاً بیجا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ سود خواروں کی زندگیاں ہمارے سامنے ہیں جو اس فرمان کی صداقت کا بزبانِ حال یقین دلاتی ہیں۔

بقول حضرت قبلہ مولانا ابوالکلام آزاد سود خوار ایک درندہ سے بھی خوفناک خون آشام اور بھیڑیے سے بھی جنگلی سور سے بھی بڑھ کر حیاتِ انسانی کا دشمن ہے۔ ان سب سے زیادہ یہ کہ سخت سے سخت بے رحم ڈاکو کی آنکھوں سے بھی کبھی کبھی رحم کا ایک قطرۂ اشک ٹپک پڑتا ہے پر یہ محال قطعی ہے کہ اس کی قساوت و شقاوت کبھی بھی کسی تڑپتے ہوئے جسم اور کسی پکارتی ہوئی زبان پر ایک لمحہ ایک دقیقے اور ایک عشر دقیقے کے لئے بھی ترس کھائے۔

قسمیں کھانا کیسا ہے؟

بیہودہ قسم نہ کھائے

لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِکُمْ وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا کَسَبَتْ قُلُوْبُکُمْ ط (بقرہ ۲۸/۲)

اللہ تعالیٰ تمہاری بیہودہ قسموں پر تم کو نہیں پکڑتا لیکن تم کو ان قسموں پر پکڑتا ہے جن کا تمہارے دلوں نے قصد کیا ہے۔

اللہ کو قسموں کا نشانہ نہ بنائے

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰہَ عُرْضَۃً لِّاَیْمَانِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا

اور اللہ تعالیٰ کے نام کو اپنی قسمیں کھانے کا نشانہ نہ بناؤ۔ تاکہ تم نیکی

لہ لغو اور بیہودہ قسم وہ ہے کہ منہ سے عادت اور عرف کے موافق بے ساختہ اور ناخواستہ نکل جائے اور دل کو خبر تک نہ ہو۔ ایسی قسم کا نہ کفارہ ہے نہ اس میں گناہ مگر اس سے بچنا چاہیئے کیونکہ مومنین کی شان یہ ہے والذین ھم عن اللغو معرضون البتہ اگر کوئی بالقصد الفاظ قسم مثل "واللہ" اور "باللہ" کہے اور اس سے محض تاکید مقصود ہو۔ قسم کا قصد نہ ہو۔ تو اس پر ضرور کفارہ لازم ہوگا۔ کفارہ کا بیان آگے آجائے گا۔ (موضح الفرقان)

لہ یعنی خدا کی قسم ایسے کام چھوڑنے یا کھانے مثلاً ماں باپ سے نہ بولوں گا۔ یا اس فقیر کو نہ دوں گا اور اگر کھا بیٹھے تو قسم توڑ دے اور کفارہ دیوے (موضح الفرقان)

Marfat.com

بَيْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (بقرہ ۲۲۴)

کرنے سے اور پرہیزگاری سے اور لوگوں میں صلح کرانے یا اصلاح کرنے سے بچ جاؤ۔

حیلہ سازی کیلئے قسم نہ کھائے

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ۝ (النحل ۱۵/۱۴)

اے تم اس عورت کے مشابہ نہ بنو جس نے اپنا کاتا ہوا سوت مضبوط کرنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا تم اپنی قسموں کو آپس میں دھوکہ دینے کا ذریعہ اس واسطے بناؤ کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے بڑھ جائے۔

مستحق کی اعانت نہ کرنے کی قسم نہ کھائے

وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ

اور جو لوگ تم میں بزرگی اور

لہ یعنی عہد باندھ کر توڑ ڈالنا ایسا ہے جیسے کوئی اپنا کاتا ہوا سوت ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ جیسا کہ آج کل خود غرض قوموں کا دستور ہے کہ کسی کو کمزور پایا۔ فوراً معاہدے منسوخ کر کے اس پر چڑھ دوڑا۔

لہ یعنی معاہدوں اور قسموں کو فریب و خاوند مکاری و حیلہ سازی کا آلہ مت بناؤ (موضح)

وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(نور ۲۲)

والے ہیں وہ اہل قرابت کو اور مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو امداد دینے سے قسم نہ کھائیں اور چاہیئے کہ (اگر ان سے کوئی قصور ہوا ہے تو) معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ کیا تم (بالکل معصوم ہو یا) یہ بات نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کر دیں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اعتبار کیلئے قسم سے عمل بہتر ہے

قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ

آپ کہہ دیجئے قسمیں نہ کھاؤ حکمبرداری[1]

---

[1] یہ بہادری اور جوانمردی سے قطعاً بعید ہے کہ اگر کسی کی آپ امداد و اعانت کر رہے ہیں اور اس سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہو تو آپ اس کی خبر گیری سے دست کش ہو جائیں بلکہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دینا چاہیئے اور اس امر کے لئے اگر کوئی قسم کھائی ہے تو کفارہ ادا کر کے اسے توڑ دینا بہتر ہے۔

[2] عموماً قسمیں یقین دلانے کی خاطر کھائی جاتی ہیں۔ حالانکہ اگر تمام امور میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی جائے تو انسان کی معاملت اور دیانت اتنی صاف و بین ہو جاتی ہے کہ یقین دلانے کیلئے قسموں کی ضرورت نہیں رہتی۔

Marfat.com

(نور ۲۲/۶) چاہیئے جو دستور ہے۔

زیادہ قسمیں کھانے والا قابل اعتبار نہیں

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ[1] اور آپ کسی قسمیں کھانے والے

(قلم ۶۸/۱۰) بے قدر کا کہا نہ مانیں۔

سچی قسم نہ توڑی جائے

وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ اور قسموں کو مستحکم کرنے کے

تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ بعد نہ توڑو کیونکہ قسم کھانے

عَلَيْكُمْ كَفِيلًا[2] تم نے اللہ تعالیٰ کو اپنا ضامن

(نحل ۱۶/۹۱) بنایا ہے۔

اس کی حفاظت کی جائے

وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ[3] اور اپنی قسموں کی حفاظت

(مائدہ ۵/۸۹)

---

[1] قسم کھانا اللہ تعالیٰ کو درمیان میں لانا ہے اور یہ کوئی معمولی بات نہیں جو بار بار قسمیں کھائے تو سمجھنا چاہیئے کہ اس کے دل میں خدا کے نام کی کوئی قدر نہیں جس کے باعث اس کی قدر و منزلت نہیں رہتی۔

[2] قسموں کی حفاظت یہ ہے کہ بے ضرورت بات بات پر قسمیں نہ کھائے بھلی نہیں اور اگر قسم کھائی تو تا مقدور پوری کرے اور اگر کسی وجہ سے توڑے تو کفارہ دے (موضح الفرقان)

Marfat.com

بضرورت قسم توڑنے پر کفارہ دیا جائے

كَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ (مائدہ ۱۱)

اس (قسم توڑنے) کا کفارہ دس محتاجوں کو اوسط درجہ کا کھانا دینا ہے۔ جیسا کہ اپنے گھر والوں کو دیتے ہو یا دس محتاجوں کو کپڑا پہنا دینا۔ یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا۔ پھر جس کو یہ میسر نہ ہو تو تین دن کے متواتر روزے رکھنے یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب قسم کھا بیٹھو اور توڑنا چاہو

(یا صدقۂ فطر یا ہر مسکین کو غلہ یا اس کی قیمت ادا کر دے۔ توضیح الفرقان)

جس سے بدن کا اکثر حصہ ڈھک جائے مثلاً کرتہ اور عمامہ یا لنگی اور چادر۔ (توضیح الفرقان)

(قسم توڑنے سے قبل کفارہ دینا صحیح نہیں ہے دوبارہ دینا پڑیگا۔ ہدایہ ص۱۹۱)

Marfat.com

گواہان کب ضروری ہیں؟

نقد سودا کے وقت

وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ (بقرہ ۳۹/۲) — اور جب تم (کوئی بڑا) سودا کرو تو گواہ کر لیا کرو۔

تحریر دستاویز کے وقت

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ط (بقرہ ۳۹/۲) — (تحریر دستاویز کے وقت) اپنے مردوں میں سے دو شخصوں کو گواہ کر لیا کرو۔ پھر اگر دو گواہ مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہوں میں سے (ہوں) جن کو تم پسند کرتے ہو (قابل اعتبار سمجھتے ہو) تاکہ اگر ان میں سے ایک بھول

لہ ضرورت کے درجات مختلف ہیں کہیں شرط کے درجہ میں ہے جیسے نکاح کہ بدوں گواہوں کے صحیح نہیں اور کہیں شرط کا درجہ نہیں جیسے بیع، شراء وغیرہ

لہ یعنی اگر سودا گری کا معاملہ ہو دست بدست ہو جنس کے بدلے جنس یا نقد کی طرح معاملہ ہو مگر ادھار کا قصہ نہ ہو تو اب نہ لکھنے میں گناہ نہیں مگر گواہ بنا لینا اس وقت بھی چاہیے کہ اس معاملہ کے متعلق کوئی نزاع آئندہ پیش آئے تو کام آئے (مصباح الفرقان)

Marfat.com

جائے تو اس کو دوسری یاد دلائے

نکاح کے وقت

فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ .... سو ان (لونڈیوں) کے مالکوں کی
وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ ج اجازت سے ان سے نکاح کرو۔
(النساء ۴) (وہ) چھپی یاری کرنے والیاں
نہ ہوں۔

وصیت کے وقت

حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ وصیت کے وقت تم میں سے دو
مِنْكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ معتبر شخص (گواہ) ہونے چاہئیں
(مائدہ ۱۲) یا تمہارے سوا دو اور شاہد ہوں۔

حوالگی مال کے وقت

فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ اور پھر جب ان (یتیموں) کو ان
فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ کے مال حوالے کرو تو اس پر گواہ
(النساء ۶) کر لو۔

یعنی وہ چھپ کر یاری کرنے والی نہ ہوں بلکہ ان کا اعلانیہ نکاح کرایا جائے اعلان
نکاح کے لئے دو گواہان کا ہونا ضروری ہے۔
مسلمانوں میں سے ۔ یعنی غیر مسلم

Marfat.com

اثباتِ جرم کے وقت

وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ		اور تمہاری عورتوں میں سے جو کوئی
مِنْ نِّسَآئِکُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا		بدکاری کرے تو ان پر اپنوں
عَلَیْهِنَّ	(نسا ۴/۳)	میں سے چار مرد گواہ لاؤ۔

Marfat.com

نزاعِ تہمت کیسے ختم ہو؟

حاکم شرعی کے سامنے لعان کریں یعنی خاوند اپنی صداقت کی قسمیں کھائے

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ	جو لوگ اپنی بیویوں کو زنا کی
يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ	تہمت لگائیں اور ان کے پاس
فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ	بجز اپنے اور کوئی گواہ نہ ہوں تو
شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ	ان کی گواہی کی یہ صورت ہے کہ

یعنی جب مرد بیوی پر تہمت لگائے کہ اس نے زنا کیا ہے یا لڑکا اس کا نہیں ہے تو اس تہمت کو ثابت کرنے کے لئے اسے چار گواہ ضرور پیش کرنے ہونگے اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو چار دفعہ اپنے دعویٰ کی صداقت کی قسم کھائے اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی پھٹکار پڑے۔ ان پانچ گواہوں کے بعد قاضی یا حاکم شرعی عورت سے اسی طرح اس کی تصدیق یا تکذیب کرائے یعنی عورت چار دفعہ قسم کھا کے کہ یہ مرد تہمت لگانے میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اللہ کا غضب اس عورت پر اگر یہ مرد اپنے دعویٰ میں سچا ہو جب دونوں اس طرح قسمیں کھائیں تو حاکم ان دونوں میں تفریق کر دے یعنی اتنا کہے کہ میں نے ان میں تفریق کی اور اس سے طلاق بائن پڑ جائیگی یعنی ان کو آپس میں دوبارہ بطور میاں بیوی رہنے کیلئے نکاح کرنا ہوگا واضح رہے کہ اگر عورت مرد کے دعویٰ کی تصدیق کرے تو اس پر حد زنا جاری ہوگی۔ اگر خاوند یا بیوی میں سے کوئی تہمت کے اثبات یا نفی کی خاطر حلف اٹھانے سے انکار کرے تو ان کو اس خوف کیلئے جس دنیا میں رکھا جائیگا اور انہیں دعویٰ کی تصدیق یا تکذیب کیلئے مجبور کیا جائیگا شرعی اصطلاح میں اس حلف لینے کو لعان کہتے ہیں

Marfat.com

لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ
اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ
كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝
(نور ۱/۸)

وہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے
کہ میں (اپنے دعویٰ میں) سچا ہوں
اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر (الزام لگانے میں) جھوٹا ہوں
مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔

بیوی اپنی بے گناہی کے لئے قسم اُٹھائے

وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ
تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ
لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ
غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ
الصّٰدِقِيْنَ ۝ (نور ۱/۸)

اور اس عورت سے سزا اس طرح
ٹل سکتی ہے کہ وہ چار بار قسم
کھا کر کہے کہ بیشک یہ مرد جھوٹا ہے
پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر خدا کا
غضب ہو۔ اگر یہ سچا ہو۔

بے بنیاد تہمت پر اسی دُرّے لگائے جائیں

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ

جو لوگ پاکدامنوں[1] کو عیب (تہمت

[1] یعنی جن کا بدکار ہونا کسی دلیل یا قرینہ شرعی سے ثابت نہ ہو کسی نے ان کو برے
باتوں میں مشغول دیکھا ہو تو ایسوں پر تہمت لگانے والے کیلئے اسی کوڑے
سزا ہے بشرطیکہ وہ اپنی تہمت کو چار گواہوں کی شہادت سے ثابت نہ کر سکے
مرد پر تہمت لگانے والے کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ طبرانی کی ایک حدیث
کہ محصنہ پر تہمت لگانا سو برس کے عمل کو ڈھا دیتا ہے۔

Marfat.com

يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً (نور ۱/۸)

لگائیں۔ اور پھر چار گواہ نہ لاسکیں تو ایسے لوگوں کو اسّی دُرّے لگاؤ۔

سزا یافتہ کو مردود الشہادۃ سمجھا جائے

وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝

اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانی جائے اور یہ فاسق لوگ ہیں۔

(نور ۱/۸)

توبہ کے بعد اسے بدکار نہ کہا جائے

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

لیکن جو اس کے بعد توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں تو انہیں بدکار نہ کہا جائے، اللہ تعالیٰ ضرور مغفرت کرنے والا اور رحمت کرنے والا ہے۔

(نور ۱/۸)

ف ایسے شخص کی گواہی کبھی قابل قبول نہیں کیونکہ اگر دیدہ دانستہ جھوٹی تہمت لگائی ہے تو مرتکب فسق ہوا اور اگر واقعہ سچ تھا لیکن اس کا کوئی گواہ نہ تھا تو بے وجہ رسوائی کا مرتکب ہوا جو دونوں کبیرہ گناہ ہیں۔

ف توبہ کر لینے کے بعد بھی حنفیہ کے نزدیک وہ بدستور مردود الشہادت رہے گا یعنی گواہی اس کی قابل قبول نہ ہوگی۔

قصاص کے احکام کون سے ہیں؟

قصاص فرض ہے

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی ؕ (بقرہ ۲۲/۲)

اے ایمان والو تم پر مقتولوں کے بارہ میں قصاص فرض کیا جاتا ہے۔

آزاد کے بدلے آزاد

اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ

آزاد کے بدلے آزاد مارا جائے (بقرہ ۲۲/۲) نہ کہ غلام)

غلام کے بدلے غلام

وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ (بقرہ ۲۲/۲) اور غلام کے عوض غلام مارا جائے

عورت کے بدلے عورت

وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی ؕ (بقرہ ۲۲/۲) اور عورت کے بدلے عورت ماری جائے)

ٰ جان کے بدلے جان لینا قصاص کے لغوی معنی برابری اور مساوات کے ہیں مسلمان کی جانیں برابر ہیں غریب ہو یا امیر شریف ہو یا رذیل عالم و فاضل ہو یا جاہل بوڑھا ہو یا جوان ہو یا درمیانہ تندرست ہو یا بیمار قریب المرگ صحیح الاعضا ہو یا اندھا لنگڑا ذو ضبح الغرقاء

Marfat.com

جان کے بدلے جان

اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ (مائدہ ۵) جان کے بدلے جان (لی جائے)

آنکھ کے بدلے آنکھ

وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ (مائدہ ۵) آنکھ کے بدلے آنکھ (پھوڑی جائے)

ناک کے بدلے ناک

وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ اور ناک کے بدلے ناک (کاٹی

(مائدہ ۵) جائے)

کان کے بدلے کان

وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ (مائدہ ۵) کان کے بدلے کان (تراشا جائے)

دانت کے بدلے دانت

وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ (مائدہ ۵) اور دانت کے بدلے دانت (اکھاڑا جائے)

زخم کی جگہ ویسا زخم

وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ اور زخموں کے بدلے (اگر ہو سکے)

امام ابوحنیفہؒ اور اکثر اہل علم نے اس آیت سے یہ بات ثابت کی ہے کہ خواہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کرے۔ خواہ کسی کافر ذمی کو قتل کرے یا کسی غلام یا عورت کو قتل کرے خواہ بڈھے یا لڑکے یا بیمار کو قتل کرے ان سب کے بدلے قاتل کو قتل کیا جائیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جان کے بدلے جان فرمائی ہے اور جانیں سب کی برابر ہیں (تفسیر عثمانی)

Marfat.com

(مائدہ ۵)

ایسے ہی زخم لگائے جائیں

خونبہا بھی لیا جا سکتا ہے

فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

(بقرہ ۲۲)

پھر جس کو اس (مقتول) کے فریق کی طرف سے کچھ معافی ہو جائے تو معقول طور پر مطالبہ کرنا اور خوبی کے ساتھ اس کے پاس پہنچا دینا یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تخفیف ہے اور ترحم ہے پھر جو شخص اس کے بعد تعدی کا مرتکب ہوا تو اس کو بڑا دردناک عذاب ہوگا۔

لہ مگر جس زخم کے لگنے سے اندیشہ موت ہو یا جسکی لمبائی چوڑائی اور گہرائی معلوم نہ ہو تو ایسی صورت میں زخم نہ لگانا امر مجبوری ہوگا اور اس سے تاوان لیا جاویگا۔ جسے شرعی اصطلاح میں ارش کہتے ہیں جس کی تفصیل کتب فقہ سے دیکھ لی جائے۔

لہ اگر مقتول کے ورثاء قصاص کی بجائے مال پر فیصلہ کریں تو قاتل کو چاہیئے کہ ان کو معقول طریق سے راضی کرے اور منت سے خونبہا پہنچا دے۔ اگر یونہی معاف کر دیں تو اور اچھی بات ہے واضح رہے کہ پہلی امتوں کو یہ معافی اور خونبہا کی رعایت حاصل نہ تھی امت مسلمہ پر مولا پاک کا یہ خاص احسان ہے لیکن باوجود یعنی معاوضہ لینے کے بعد اگر کوئی قاتل کو قتل کر دے تو اس کے لئے عذاب دردناک ہے۔

قتلِ خطا کی کیا سزا ہے؟

مسلمان کا قتل گناہِ عظیم ہے

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اور مسلمان کا کام نہیں کہ مسلمان
اِلَّا خَطَاً (نسا ۱۳/۵) کو قتل کرے مگر غلطی[1] سے

مسلم کے قتلِ خطا پر مسلمان بردہ آزاد کرے

وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَتَحْرِيْرُ اور جو مسلمان غلطی[2] سے قتل کرے
رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ تو ایک مسلمان غلام یا لونڈی کی
(نسا ۱۳/۵) گردن آزاد کرے۔

نیز خونبہا ادا کرے

وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اور اس کے گھر والوں کو

---

[1] کیونکہ جو مسلمان کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا کفارہ نہیں ہوتا اور اسے بدلے آیات قصاص سزا اس دنیا میں دی جائے گی اور آخرت میں اسے جہنم میں
لعنت جہنم اور عذاب عظیم آئیگا۔

[2] مسلمانوں کو غلطی سے قتل کر دینے کی کئی صورتیں ہیں مثلاً غلطی سے مسلمان کو شکار سمجھ کر مار ڈالا یا تیر اور گولی نشانہ پر چلائی۔ چور کر کسی مسلمان کے جانور یا مسلمان کافروں میں ہو اور اس کو کوئی مسلمان کافر سمجھ کر ہلاک کر دے (موضح الفرقان) ایک صورت یہ بھی ہے کہ اس کی شکل و شباہت مسلمان کی سی معلوم نہ ہو اور وہ مسلمان ہو جیسا کہ (باقی صفحہ ۳۶۰)

اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ط (نسا ۱۳/۵)

خونبہا پہنچائے مگر یہ کہ وہ معاف کریں۔

قومِ دشمن کے مسلم مقتول کے عوض صرف بردہ آزاد کرے

فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ط (نسا ۱۳/۵)

پھر اگر مقتول ایسی قوم میں سے تھا جو تمہاری دشمن ہے مگر خود وہ مسلمان تھا۔ تو (صرف) ایک مسلمان (غلام یا لونڈی) کی گردن آزاد کرے۔

معاہد قوم سے ہو تو خونبہا دے

وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ (نسا ۱۳/۵)

اور اگر وہ ایسی قوم میں سے تھا کہ تم میں اور ان میں عہد ہو چکا ہے تو اس کے گھر والوں کو خونبہا پہنچائے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵۹) آج کل نئے فیشن کے ہندو مسلمان کا امتیاز بمشکل ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات قطعاً نہیں ہوتا۔

۱؎ مذہب حنفی میں خونبہا تخمیناً دو ہزار سات سو چوالیس روپے ہوتے ہیں جو مقتول کے ورثاء کو تین سال کے اندر ادا کرنے پڑتے ہیں۔

۲؎ یعنی مارنے والا اسے بھی دشمن ہی سمجھا اور اس کے مسلمان ہونے کا اسے علم نہ تھا۔

۳؎ اس کے لئے دیت یعنی خونبہا دینا لازمی نہیں۔

نیز مسلمان بردہ بھی آزاد کرے

وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ج (نسا ۱۲/۵)

اور ایک مسلمان (غلام یا لونڈی) کی گردن آزاد کرے۔

بردہ میسر نہ ہو تو متواتر دو ماہ روزے رکھے

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ (نسا ۱۳/۵)

پھر جس کو میسر نہ ہو تو اللہ سے گناہ بخشوانے کے لئے دو مہینے متواتر روزے رکھے (یعنی کوئی ناغہ نہ کرے کیونکہ ناغہ والے دن سے پھر دو مہینے رکھنے پڑیں گے۔

لہ اس آیت میں قتل خطا کے دو حکم بتلائے گئے۔ ایک تو آزاد کرنا بردہ مسلمان کا اور اس کا مقدور نہ ہو تو دو مہینے متصل روزے رکھنا۔ یہ کفارہ ہے۔ خدا تعالیٰ کی جناب میں اپنی خطا کا۔ دوسرے اس مقتول کے وارثوں کو خونبہا دینا۔ یہ ان کا حق ہے۔ ان کے معاف کرنے سے معاف بھی ہو سکتا ہے اور کفارہ کسی کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہو سکتا۔ اس کے متعلق تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ جس مسلمان کو غلطی سے قتل کیا۔ اس کے وارث مسلمان ہوں گے یا کافر۔ اگر کافر ہیں تو ان سے مصالحت ہے یا دشمنی۔ اول دونوں صورتوں میں مقتول کے وارثوں کو خونبہا دینا پڑیگا۔ تیسری صورت میں خونبہا لازم نہ ہوگا۔ اور کفارہ سب صورتوں میں ادا کرنا ہوگا۔

(موضح الفرقان)

Marfat.com

قتل عمد کی کیا سزا ہے؟

سزائے موت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ

(بقرہ ۲۲/۲)

اے ایمان والو تم پر مقتولوں میں برابری کرنا فرض ہے (یعنی) آزاد کے (قتل کے) بدلے آزاد اور غلام کے (قتل کے) بدلے غلام اور عورت کے (قتل کے) بدلے عورت (کو قتل کیا جائے)

عذاب جہنم

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ؕ

(النساء ۱۳/۵)

اور جو کوئی مسلمان کو جان کر قتل کرے۔ تو اس کی (مزید) سزا دوزخ ہے کہ اس میں پڑا رہے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا۔ اس کو لعنت پڑیگی اور اس کے واسطے بڑا عذاب تیار کیا ہے۔

Marfat.com

بدکاری کی کیا سزا ہے؟

زانیہ وزانی کو سو سو دُرّے لگائے جائیں

اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ ص (نور ۱/۱۸)

بدکاری کرنے والی عورت اور مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو دُرّے مارو۔

لواطت کیلئے اذیت پہنچائی جائے

وَالّٰذٰنِ یَاْتِیٰنِھَا مِنْکُمْ فَاٰذُوْھُمَا ج (نسا ۳/۴)

اور تم میں سے جو دو مرد آپس میں بدکاری کریں تو ان کو ایذا دو۔

---

(۱) یہ سزا اس زانیہ اور زانی کی ہے جو آزاد، عاقل، بالغ ہو اور نکاح کئے ہوئے نہ ہو نکاح کر چکنے کے بعد ہمبستری نہ کر چکے ہوں اور جو عاقل یا بالغ نہ ہو وہ مکلف نہیں (روح المعانی) اگر یہ کام ہوتے مرد اور عورت بدکاری کریں تو اس کا حکم سنگسار کرنے کا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر ان کے بیاہ ہوں، کی بدکاری سے متجاوز ہو تو حاکم اپنی رائے سے ان کو جلاوطن بھی کر سکتا ہے۔ مگر ایک رس کے لئے دیس نکالا حاکم کی رائے پر موقوف ہے۔ خواہ نکالے یا نہ نکالے (ابن کثیر۔ خازن۔ ابن جریر)

(۲) دو شخص اگر فعل بد کریں تو ان کی سزا مجملاً ایذا دینا ارشاد فرمایا زبان سے (باقی صفحہ ۳۶۴)

Marfat.com

سزا دیتے وقت ترس نہ کھایا جائے

وَلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (نور ۱/۲)

اور اللہ کا حکم چلانے میں تم کو ان پر ترس نہ آئے اگر تم اللہ پر اور یوم آخرت پر یقین رکھتے ہو۔

سزا منظر عام پر دی جائے

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (نور ۲/۱)

اور دونوں کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت[1] حاضر رہنا چاہیئے۔

(بقیہ حاشیہ صـ۳۶۳) ہاتھ سے بقدر مناسب ان کو تنبیہ و تادیب کرنے کا حکم اس سے معلوم ہوا کہ پہلے دونوں کا حکم یہی تھا کہ حاکم اور قاضی کے نزدیک نہ عبرت کے لئے جتنی سزا اور شتم و ضرب مناسب ہوا اتنی سزا دے لیکن جب یہ نازل ہوئی تو لواطت کے لئے کوئی جدا حد بیان نہ فرمائی۔ اس میں علماء اختلاف رہا کہ لواطت کی وہی سزا باقی رہی جو پہلے تھی یا اس کی سزا وہی ہے زنا کے لئے بیان ہوئی۔ یا اس کی سزا تلوار سے قتل کرنا یا کسی دوسرے طرح سے مار ڈالنا ہے (موضح الفرقان)

[1] ہلکی سزا نہ دیں یا ایسا طریقہ اختیار نہ کریں کہ سزا کا مقصد ہی فوت ہو جائے
[2] تاکہ دیکھنے والوں کے لئے سامان عبرت ہو۔

Marfat.com

لونڈی وغلام کو پچاس دُرّے لگائے جائیں

فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ط (نساء ۴)

پھر جب وہ قید نکاح میں آچکیں تو اگر (وہ) بے حیائی کا کام کریں تو بیبیوں کی سزا سے ان پر آدھی سزا ہے۔

لونڈی کو توبہ پر معاف کیا جائے

فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (نساء ۱۲)

پھر اگر وہ دونوں (مرد) توبہ کریں اور اپنی اصلاح کر لیں تو ان کا خیال چھوڑ دو بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

لونڈی یا غلام کو سزا دلانے میں پچاس کوڑے لگائے جائینگے خواہ انہوں نے نکاح سے قبل زنا کیا ہو یا بعد از نکاح

یعنی لونڈی نے توبہ کرنے اور اپنی اصلاح کر لینے کے بعد اسے چھوڑ دینا چاہئے ستانا نہیں چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

بغاوت اور بدامنی پھیلانے کی سزا

پھانسی دینا

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا (مائدہ ۵)

جو لوگ اللہ تعالیٰ سے لڑائی کرتے ہیں اور اُسکے رسولؐ سے لڑائی کرتے ہیں اور ملک میں فساد کو دوڑتے ہیں۔ ان کی یہی سزا ہے کہ ان کو قتل[۲] کیا جائے

سولی چڑھانا

اَوْ یُصَلَّبُوْٓا (مائدہ ۵)

یا سولی چڑھائے جائیں

---

[۱] بقول ابن عباسؓ و سعید بن المسیبؒ و مجاہدؒ و عطا و حسن بصریؒ و ابراہیم نخعی وغیرہم اسلام کے خلاف ہتھیار اُٹھانا مسافروں کو چھیڑنا لوٹنا مارنا اللہ سے لڑائی کرنا ہے

[۲] یعنی قتل۔ راہزنی۔ دھوکا دہی۔ مجرمانہ سازش بغاوت یا نہ بھوپا گنڈا وغیرہ وغیرہ کرنا۔ ہمہ کے جرائم اس وسیع المعنی لفظ کے تحت میں آتے ہیں اسی لئے علامہ قرطبی فرماتے کہ گو یہ آیت کسی کے حق میں نازل ہو مگر عموم الفاظ کا لحاظ کیا جاویگا خصوص سبب نہ دیکھا جاویگا

[۳] اگر بغاوت یا بدامنی میں کسی نے قتل کیا ہو تب وہ یہ سزا پائیگا ورنہ نہیں اسی طرح دوسری سزائیں بھی جرم کی نوعیت کے مطابق ہوں گی۔

[۴] قتل کے ساتھ اگر مال بھی لوٹا ہے تو ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی پر لٹکایا جائیگا اسکی تشہیر دوسروں کی عبرت کا سامان بنے۔

Marfat.com

ہاتھ پاؤں کاٹ لینا

اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ (مائدہ ۵)

یا مخالف[1] جانب سے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جاویں۔

قید کر دیا جائے

اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (مائدہ ۵)

یا اس جگہ سے دور کر دیئے جائیں یہ ان کی رسوائی ہے دنیا میں اور آخرت میں ان کیلئے بڑا عذاب ہوگا

قبل از گرفتاری توبہ کر لے والا قابل معافی ہے

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (مائدہ ۵)

مگر جو لوگ قبل اس کے کہ تم ان کو گرفتار کرو۔ توبہ کر لیں۔ تو جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ بخش دینگے۔ مہربانی فرمائیں گے۔

---

[1] یعنی داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں

[2] دیس نکالا دیا جائے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دوسری جگہ لے جا کر قید کیا جائے

ڈاکوؤں کے احوال چار ہو سکتے ہیں (۱) قتل کیا ہو مگر مال لینے کی نوبت نہ آئی ہو (۲) قتل بھی کیا ہو اور مال بھی لیا ہو (۳) مال چھین لیا ہو مگر قتل نہ کیا ہو (۴) نہ مال چھین سکے اور نہ قتل کر سکے قصد اور تیاری کے بعد ہی گرفتار کئے گئے چاروں حالتوں میں ترتیب یہی چار سزائیں ہیں جو آیت میں بیان ہوئیں۔

چور کس سلوک کا مستحق ہے؟

چور کے ہاتھ کاٹے جائیں

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (مائدہ ۶/۶)

چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت دونوں کے ہاتھ اللہ کی طرف سے ان کے کردار کے عوض[۲] بطور سزا کے کاٹ ڈالو۔

---

[۱] حدیث سے یہ ثابت ہے کہ چور کا داہنا ہاتھ پہنچے سے کاٹا جائے جب دوسری چوری کرے تو بایاں پاؤں کاٹا جائے۔ یہ سزا معمولی چور کے لئے نہیں۔ بلکہ امام ابوحنیفہؒ اور ثوری نے بعض احادیث اور اقوال صحابہ اور ان کے معاملات پر غور کرکے کم از کم دس درہم یعنی اڑھائی روپیہ تک کے مال کی چوری کو چوری قرار دیا ہے اور امام مالکؒ و احمدؒ و اسحاقؒ نے تین درہم یعنی بارہ آنے تعداد قائم کی ہے اگر چور دو سے زائد مرتبہ ارتکاب جرم سرقہ کرے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک پھر اسے قید کر دینا چاہیے۔

[۲] یعنی یہ سزا مال مسروق کا بدلہ نہیں بلکہ اس کے فعل سرقہ کی سزا ہے تاکہ اسے اور دوسرے چوروں کو تنبیہ ہو جائے۔ بلاشبہ جہاں کہیں یہ حدود جاری ہوتی ہیں چوری کی سزا دینے کے بعد چوری کا دروازہ قطعاً بند ہو جاتا ہے آجکل کے مہذب سزاؤں کے متعلق جو وحشیانہ سزا سے موسوم کرتے ہیں مگر ان کی "مہذب سزا" اس جرم کی بیخ کنی اور سرکوبی کے استیصال میں کامیاب نہیں ہو سکتی (توضیح الفرقان)

Marfat.com

اس کی توبہ میں آخرت کی بھلائی ہے

فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (مائدہ ۶)

پھر جس نے اپنے ظلم کے بعد توبہ کرلی اور (اپنی) اصلاح کرلی۔ تو اللہ قبول کرتا ہے اس کی توبہ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

لہ یعنی توبہ اگر ٹھیک ٹھیک ہو جس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ چوری کا مال مالک واپس کرے اور اگر تلف ہو گیا تو ضمان دے اور ضمان نہ دے سکے تو معاف کردے اور اپنے فعل پر نادم ہو اور آئندہ کے لئے اس سے مجتنب رہنے کا عزم رکھے۔ تو اس طرح کی توبہ سے امید ہے کہ حق تعالےٰ اخروی عقوبت جس کے مقابلہ میں دنیوی سزا کی کچھ حقیقت نہیں۔ اس پر سے اٹھالے

(موضح الفرقان)

Marfat.com

احکامِ الٰہی پر نہ چلنے کا کیا اثر ہوگا؟

کافر ہو جائے

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (مائدہ پ۶)

اور جو کوئی اس (قرآنِ حکیم) کے موافق جو کہ اللہ تعالےٰ نے اتارا حکم نہ کرے۔ سو وہ لوگ کافر[1] ہیں۔

کافر کا صدر مقام دوزخ ہے

ثُمَّ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ

پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ لیکن جو

[1] منصوص احکام کے وجود سے انکار کر کے اپنی رائے اور خواہش پر چلنے والا حقیقتاً کافر ہوگا اور قرآن کو عقیدۃً صحیح و ثابت مان کر عملاً اس کی خلاف ورزی کرنے والا عملاً کافر ہوگا۔ اس کی تمام محنت (نیکیاں) اکارت جائے گی۔ مشکلات کی دلدل میں پھنستا چلا جائے گا اور بالآخر دوزخ میں پہنچ کر آگ کی خوراک بن جائے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جو قوم کسی بدعت کو اختیار کرتی ہے تو اللہ جلشانہٗ ایک سنت ان سے اٹھا لیتے ہیں جو قیامت تک ان کی طرف نہیں لوٹتی (مشکوٰۃ شریف) اسی طرح جو شخص سنت کو ہلکا اور خفیف سمجھتا ہے۔ اسے محرومی فرائض کی سزا دی جاتی ہے اور جو فرائض کو ہلکا سمجھتا ہے وہ معرفت کی محرومی (کفر) میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ

(آل عمران ۱۹۸)

لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے احکامِ قرآن پر چلتے رہے ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں یہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ جلشانہٗ کی طرف سے مہمانی ہوگی۔ اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ کے ہاں ہیں وہ نیک بختوں کے لئے بدرجہا بہتر ہیں۔

☆ قرآن پاک کے اندر ترغیبات و ترہیبات کے مضامین معہ امثال موجود ہیں انہیں "بصائر قرآنی" میں الگ جمع کیا گیا ہے۔ ان پر فرداً فرداً نظر دوڑانی چاہیئے۔ انشاء اللہ فائدہ ہی ہوگا۔

(شبیر محمد کاتب بیٹھک کانبان ملتان شہر)

Marfat.com

تعارف قرآنی خود قرآن کی زبانی

مرتبہ:۔ ایم عبدالرحمٰن خاں۔ چہلیک ملتان شہر

اردو زبان میں آج تک قرآن پاک کے متعلق جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں ایسی کتابیں بہت کم ہیں جو عام فہم و آسان ہونے کے باعث عوام کیلئے مفید ہوں "تعارف قرآنی" اس ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ یہ اپنے اسلوب کی پہلی کتاب ہے۔ اس میں عوام سے قرآن کی زبانی قرآن کا تعارف کرایا گیا ہے۔ مختصر عنوانات کے تحت قریباً ان تمام آیات کو باترجمہ جمع کر دیا گیا ہے۔ جن سے قرآن کے نام۔ کام اور پیغام پر روشنی پڑتی ہے اور جا بجا ضروری حواشی بھی درج کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے فی الفور مضامین قرآن مجید کا ایک بہترین عکس اور اس کی عظمت و برتری کا پورا نقشہ پڑھنے والے کے ذہن میں آجاتا ہے۔ مقتدر علماء کرام نے اس کی جامعیت اور اختصار کے پیش نظر اسے نہ صرف اساتذہ طلباء اور عام تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے مفید بتلایا ہے بلکہ اسے اسلامی سکولوں کے نصاب تعلیم میں داخل کرنے کا مشورہ بھی دیا ہے۔

قیمت ایک روپیہ بارہ آنے (۱۲/۱)

ایم ثناء اللہ خاں اکیڈمی سیلرز و پبلشرز ۲۶ ریلوے روڈ لاہور

Marfat.com

سلسلہ تعلیماتِ قرآن نمبر ۳

نبیؐ کا اسوۂ حسنہ تجھے یہ درس دیتا ہے

کہ تیری زندگی قرآن کی تفسیر ہو جائے (اسد ملتانی)

احکامِ قرآنی

مُرتبّہ

ایم عبدالرحمٰن خاں

چہلیک۔ ملتان شہر

ناشر

ایم ثناءُ اللہ خاں سلیشر و بک سیلر ریلوے روڈ لاہور ۲۶

Marfat.com